☆☆ ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہونے والا پہلا رنگین، کثیر الاشاعت قومی وعلاقائی اخبار ☆☆

Daily Meezan-e-Adel

روزنامہ

# میزانِ عدل

خبر۔۔ جدت کے ساتھ

ABC CERTIFIED
باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

ڈیرہ اسماعیل خان

چیف ایڈیٹر: محمد سہیل گنگوہی

meezaneadel2012@gmail.com

http:/www.meezaneadel.com

جلد نمبر 4 | شمارہ 178 | پیر 27 اپریل 2015ء 7 رجب المرجب 1436ھ 12 بیساکھ صفحات 8 | قیمت 10 روپے

## خیبر پختون خواہ سے پنجاب تک

**مہمان کالم**

☆☆☆☆

عبدالباسط خان، پشاور

ہمارے نوجوانوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم تحقیق کیئے بغیر اندھا اعتبار کر بیٹھتے ہیں، یہاں تک کہ بہتر ٹیکنالوجی اور ذریعہ مواصلات کے باوجود ہم نوجوان خود ساختہ عوامل کے مرہون منت ہیں۔ پاکستان میں تعصب اپنے انتہا کو پہنچ چکا ہے جس کی وجہ سے مختلف ذات، عقیدے اور مسلک کے لوگوں میں عدم برداشت اس حد تک زیادہ ہو گیا ہے کہ انسانی جان بھی بے وقعت ہو کر رہ گئی ہے۔ ریاست اور معاشرہ اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ کس طرح ہم اس تشدد کے ماحول سے چھٹکارہ حاصل کر پائیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دہشت گردی ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے لیکن یہ ملک مسائل کے انبار میں گھرا ہونے کی وجہ سے کسی بھی مسئلہ کو فوقیت دے کر حل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ موجودہ دہشت گردی کی سب سے بڑی وجہ عدم برداشت ہے جو اپنے مخالف کو سراہنے اور اس کے ساتھ مل جل کر رہنے کی روایت نہ ہونے کی وجہ سے روز بہ روز بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر ہم دہشت گردی سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں نفرت اور تعصب کو اپنے معاشرے سے ختم کرنا ہوگا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس طرف ابھی تک کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ ریاست تشدد کو ختم کرنے کے لیے جبر اور مصلحت دونوں طریقے استعمال کرتی ہے۔ اس کے علاوہ لبرل اور قدامت پسند دونوں طبقے اپنے طور پر بھی معاشرے میں لوگوں کے درمیان دوریوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کوئی خاص کامیابی نظر نہیں آتی۔ اس مسئلے کا حل یہی ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو متحرک کریں اور ان کو معاشرے میں رواداری قائم کرنے کی جانب راغب کریں۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے ہمیں تعلیمی نظام پر نظرِ ثانی کرنی پڑے گی کیونکہ ہمارے ملک میں طبقاتی نظام تعلیم رائج ہے جہاں سے فارغ ہونے والے طالب علم اپنے دل میں نفرت اور غصہ لیکر باہر آ جاتے ہیں۔ تعلیمی نظام کی خرابی پر تو بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی گئی جو تین قسم کے تعلیمی نظام (پرائیوٹ، پبلک اور مدرسہ) کے لوگوں میں باہمی ہم آہنگی اور تحمل پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکے۔ ایک صوبے کے باشندے کو کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے، اسکا اندازہ تب ہوا جب میں ''برگد'' تنظیم کے پلیٹ فارم کے ذریعے خیبر پختون خواہ سے امن کا رضا کار کی حیثیت سے پنجاب کے لیے منتخب ہوا۔ ''برگد'' ایک ایسی تنظیم ہے جو کہ پاکستان میں سے ان علاقوں کے نوجوانوں کو پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جو کہ خستہ حالی، شدت پسندی کا شکار ہو۔ گجرات یونیورسٹی میں تین روزہ قیام کے دوران، اور دیگر ملحقہ علاقوں کی یونیورسٹیوں کے سامنے ہم خیال ہو کر چند باتیں منظر عام پر آئیں وہ یکسر تبدیلی کی ضامن تھیں۔ ہر صوبے کا نوجوان امن چاہتا ہے، ہر نوجوان اپنے ملک میں شدت پسندی کے عناصر کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ ایک بہتر مستقبل کے لیے جن چیدہ چیدہ عوامل کو ٹھیک کرنے پر غور کیا گیا اس میں میڈیا کا کردار، تعلیمی اداروں کا تعاون اور شدت پسند عناصر کو زائل کرنے میں مذہبی تنظیموں کا کردار زیر بحث رہا۔ ایک نوجوان کی حیثیت سے یہ بات بجا ہو گی کہ سب نوجوانوں کی سوچ یکساں ہوتی ہے۔ انکو ایک ایسے تربیتی اداروں کی ضرورت ہے جو کے بہتر طریقے سے انکی زندگیوں کو بدل سکتی ہے۔ اللہ ہمارے ملک کو ہمیشہ آباد رکھے۔